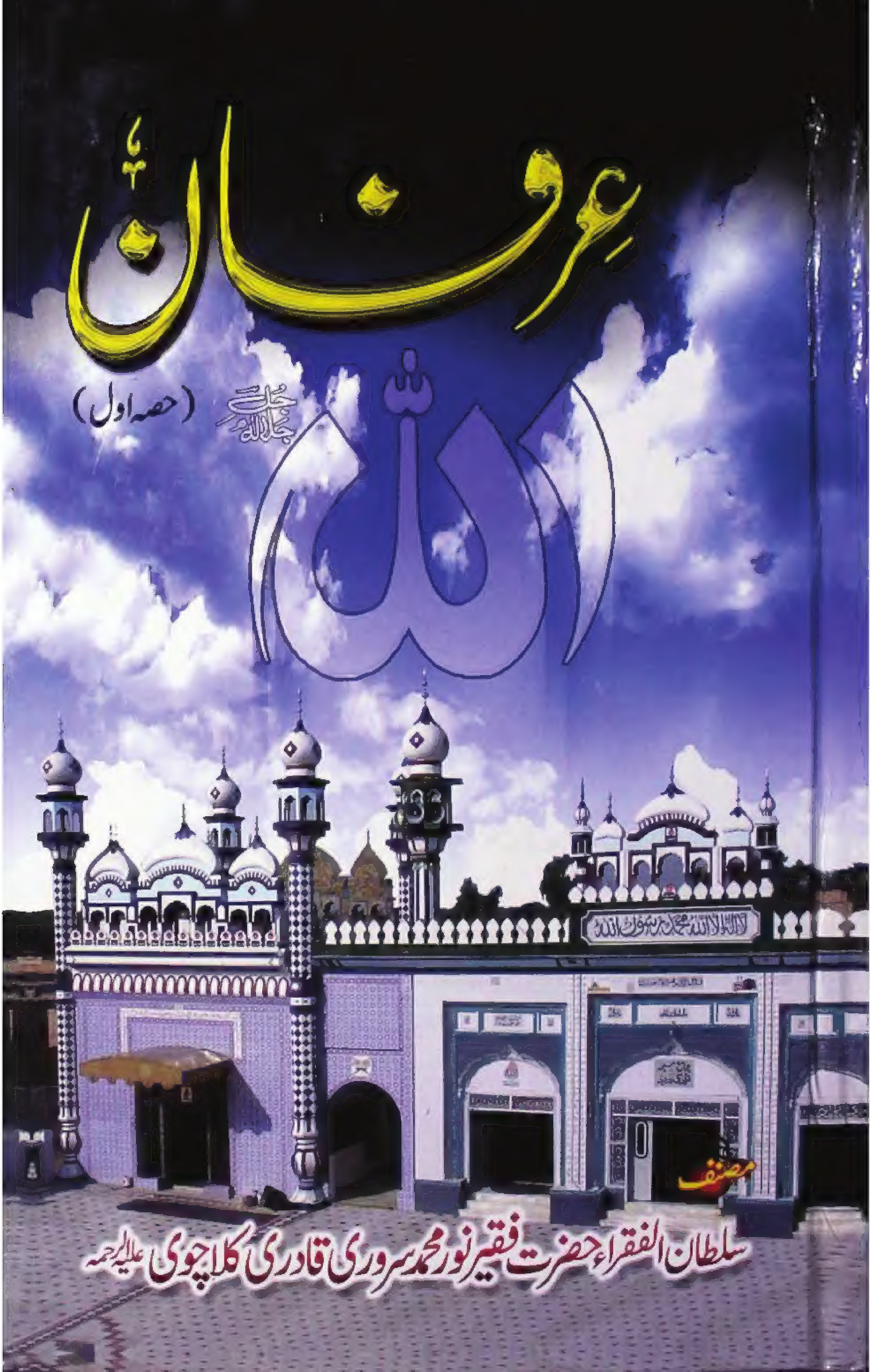
عرفان
(حصہ اول)
اللہ جل جلالہ
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
مصنف
سلطان الفقراء حضرت فقیر نور محمد سروری قادری کلاچوی علیہ الرحمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے خدا نورِ محمد ﷺ کو درخشاں کردے — نورِ عرفان سے دنیا میں چراغاں کردے
سینہ بینا ہو ہر اک آنکھ ہو بینا جس سے — خامہ مثلِ یدِ بیضا مرا تاباں کردے

عرفان

حصہ اول

مصنف

سلطان الفقراء حضرت فقیر نور محمد سروری قادری کلاچوی علیہ الرحمہ

نوری روحانی تحریک حلقہ کراچی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	عرفان (حصہ اول)
مصنف	حضرت فقیر نور محمد سروری قادری کلاچوی
اشاعت	اٹھائیسویں (ستمبر 2008)
تعداد	1000
کمپیوٹر کمپوزنگ	ثاقب عبدالرحیم، کاشف کھیانی
قیمت	[redacted]
پرنٹر	حسن پرنٹنگ پریس
فوٹو کمپوزنگ	الرضا گرافکس
ٹائٹل ڈیزائننگ	محمد فرحان قادری (داتا پرنٹرز)

ملنے کا پتہ

فقیر عبدالحمید سروری قادری
نوری دربار کولاچی ڈیرہ اسمٰعیل خان

محمد صدیق کھیانی (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)
ناظم نوری روحانی تحریک حلقہ کراچی
3۔میزانائن فلور ہملٹن کورٹ G-2 بلاک 7 کلفٹن کراچی۔ 75600

Ph : 021-5863443 Cell : 0300-2681263
Email : noori_roohani_tehrik@yahoo.com
noori.r.tehrik@gmail.com

Marfat.com

سلوک اور برتاؤ کرتا ہوں۔ جس طرح وہ چاہے میرے ساتھ ظن رکھے''۔

انسان کے اندر اسم اللہ ذات اور اللہ تعالیٰ کے جملہ اسماء وصفات کی استعداد روزِ ازل سے فطری طور پر بالقویٰ موجود ہے پس انسان اللہ تعالیٰ کو جس اسم اور صفت سے یاد کرتا ہے وہ اپنے اندر اسی صفت کی استعداد کو بالفعل جاری کرتا ہے اور اُسی اسم کو نمودار کرتا ہے۔ اور اُسی اسم کے نور کا بطور انعکاس اپنے دل کے آئینے میں اقتباس کرتا ہے جیسا کہ آفتاب کی روشنی جب آئینے میں متجلّی ہوتی ہے تو اس آئینے میں آفتاب کی روشنی اور گرمی کی صفت بطور انعکاس پیدا ہو جاتی ہے۔ آفتاب کی روشنی اور گرمی آئینوں اور آتشی شیشوں یعنی لینز میں ہم آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ جس وقت لینز کے محدب شیشے میں آفتاب کی شعاعیں گذرتی ہیں تو اس میں اتنی گرمی پیدا ہو جاتی ہے کہ اس سے کپڑے کو آگ لگ جاتی ہے اسی طرح چاند کی سطح پر جب آفتاب کی روشنی پڑتی ہے تو چونکہ اس میں بڑی وسعت ہے اس لئے اس کی روشنی چودھویں کے چاند کی رات میں نصف روئے زمین کو روشن کردیتی ہے۔ اور فوٹوگرافی نے تو اور بھی اس امر کو ثابت کردیا ہے کہ بطور انعکاس آئینے کے اندر شے معکوس کی صورت ہو بہو آجاتی ہے۔ بائیسکوپ اور ٹاکیز نے تو اشیاء معکوس کی صورت اور شکل کے علاوہ ان کی حرکات افعال واعمال اور آواز تک کو فلم کے فیتوں میں بطور انعکاس اتار کر پردہ فلم پر دکھادیا ہے اور جو کچھ واقع ہو چکتا ہے اُسے بجنسہٖ پردہ فلم پر لوگ دن رات دیکھتے ہیں اگر ایسی فوٹوگرافی اور فلم سازی ممکن ہوتی کہ وہ بطور انعکاس انسانی صورت، حرکات، سکنات، اور آواز کے علاوہ اس کی عین ذات اور صفات کا بھی عکس اتار سکتی ہے تو وہ فوٹوگرافی ہمارے مطلب کو صاف ظاہر کرتی۔ انسان کامل اللہ تعالیٰ کا ایسا ہی مظہرِ اتم اور مکمل آئینہ بن جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انوارِ ذات وصفات واسماء وافعال کا اپنے اندر حسب وسعت واستعداد انعکاس کرتا ہے مردِ عارف کامل کا جس وقت پورے طور پر تزکیہ نفس، تصفیہ قلب، تجلیہ روح اور تخلیہ سِرّ ہو جاتا ہے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کا ایسا صاف، شفاف اور مکمل آئینہ بن جاتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی جمیع صفات سے متصف اور اس کے جملہ اخلاق سے متخلّق ہو جاتا ہے۔ اور

Marfat.com

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا (البقرۃ، آیت ۳۱) کا سچا مصداق یعنی حقیقی آدم کی اولاد، اصلی معنی میں آدمی کہلانے کا مستحق ہو جاتا ہے ورنہ ویسے تو اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ (الاعراف، آیت ۱۷۹) انسان بظاہر صورت انسان اور باطن میں حیوان بہت ہیں۔ آدمؑ اور اس کی حقیقی اولاد میں اللہ تعالیٰ اپنے جمیع اسماء اور صفات کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ اور یہ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا (البقرۃ، آیت ۳۱) کے حقیقی معنے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو اپنے جملہ اَسماء سکھادئے اور ملائکہ اور فرشتوں کا اِن اسماء کے جاننے سے عاجز آجانے سے یہ مراد ہے کہ فرشتے اور ملائکہ اللہ تعالیٰ کے خاص خاص اسماء کے مظہر ہیں اور انہیں چند خاص اسماء صفات کے ساتھ متصف کیا گیا ہے۔ جن کے وہ کارکن ہیں۔ جیسا کہ عزرائیلؑ جو ارواح کے قبض پر مامور ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء قَادِرٌ، قَہَّارٌ، قَابِضٌ اور مُمِیْتٌ وغیرہ چند اسماء جلالی کی استعداد رکھنے والے اور ان ہی اسماء کے عامل اور ان کی صفت سے متصف اور کارکن ہیں۔ عزرائیلؑ میں دیگر اسماء اور خصوصاً اسماء جمالی مطلق استعداد نہیں ہے۔ اسی طرح جبرائیل علیہ السلام کو اسماء جمالی کا مظہر اور کارکن بنایا گیا اور علیٰ ہذا القیاس دیگر ملائکہ کو سمجھ لیا جائے۔ لیکن انسان کامل ہر دو جمالی وجلالی اور کمالی اسماء صفات کا اپنے اندر حسبِ وسعتِ ظرف اور حسبِ توفیق باطنی اقتباس کرتا ہے۔ یہی وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا (البقرۃ، آیت ۳۱) کا حقیقی مطلب ہے اور یہ ہرگز مراد نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو کوئی لغات کی کتاب یا ڈکشنری پڑھادی تھی۔ جس میں تمام دُنیا کی چیزوں کے نام درج تھے۔ اور اس کو ملائکہ سے چھپا رکھا۔ اور پھر آپس میں اُن چند اشیاء کا نام بتانے میں امتحان لے لیا تھا۔ اور یوں فرشتوں کا عجز اور آدمؑ کی برتری اور فضیلت ظاہر ہوگئی تھی۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کی عادل عظیم الشان مقدس ذات سے بعید ہے اور حدیث خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ (مشکوٰۃ) ''اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر بنایا'' اس بات کی مؤید ہے کہ آدم کے اندر اللہ تعالیٰ کی جمیع صفات سے متصف ہونے اور اس کے اخلاق سے متخلق ہونے کی صلاحیت موجود ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ صورت اور شکل وشباہت سے منزہ اور پاک ہے۔ غرض انسان

Marfat.com

کامل اللہ تعالیٰ کا مکمل آئینہ اور مظہر اتم ہے اور بمقتضائے فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ (البقرہ، آیت ۱۵۲) انسان جس اسم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایجاباً اُسی اسم کے ساتھ اُس شخص کی طرف متجلی ہوتا ہے۔ مثلاً بندہ اللہ تعالیٰ کو جب اسم رحمٰن سے یاد کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس پر اسم رحمٰن کی تجلی فرماتا ہے۔ اور اسم رحمٰن کا نُور ذاکر کے اندر سرایت کر جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی جو صفت رحمانیت تمام کائنات میں جاری اور نافذ ہے جس کے سبب تمام دُنیا کے جن، انسان، حیوان، درند، چرند اور پرند کے درمیان رحم اور شفقت قائم ہے۔ ذاکرِ اسم رحمٰن اللہ تعالیٰ کی اس عام عالمگیر صفت رحمانیت کے عمل اور قدرت میں سے بقدر وسعت استعداد حظ وافر اُٹھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت سے متصف ہو جاتا ہے۔ اور انفس و آفاق میں اسم رحمٰن کے عمل کا عامل ہو جاتا ہے۔ اسی کا نام ہے۔ تَخَلَّقُوا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ تَعَالٰی۔ اسی طرح جب ذاکر اللہ تعالیٰ کو اسم سمیع یا اسم بصیر سے یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی صفت سمیع اور بصیر سے بقدر وسعت استعداد بہرہ یاب ہوتا ہے اور علاوہ سماعت و بصارت حواس ظاہری ذاکر اللہ تعالیٰ کے فضل اور عطا سے سماعت اور بصارتِ باطنی حاصل کر لیتا ہے اور ناشنیدہ باتیں بذریعہ الہام سُنتا ہے۔ اور نادیدہ باطنی مقامات اور غیبی روحانی واقعات دیکھتا ہے اسی طرح تمام صفات کو قیاس کر لیا جائے۔ لیکن جب انسان اللہ کو ذاتی اسم سے یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی ذات جامع جمیع صفات و اسماء سے اُس ذاکر کی طرف متجلی ہوتا ہے اور ذاکر اللہ تعالیٰ کے ذاتی انوار کا اپنے اندر مشاہدہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذاتی جلوے اور مشاہدے سے مشرف اور ممتاز ہو جاتا ہے اور ذاکر کا وجود ذاتی انوار سے منور ہو جاتا ہے۔ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ بندے (ذاکر) کے اندر حلول کر جاتا ہے۔ بلکہ جس طرح آفتاب کی روشنی اور حرارت آئینے یا پانی یا دیگر شفاف اشیاء کے اندر منعکس ہو جاتی ہے حالانکہ آفتاب اپنی جگہ پر قائم رہتا ہے۔ یا جس طرح لوہے میں آگ سرایت کر جاتی ہے اور لوہا لال ہو کر آگ کی صفت اختیار کر لیتا ہے۔ اسی طرح بندہ اللہ تعالیٰ کے انوار ذات وصفات و اسماء و افعال سے اقتباس کرتا ہے اس وقت بندے کا دیکھنا اللہ تعالیٰ کا دیکھنا،

Marfat.com

سُننا اللہ تعالیٰ کا سُننا اور بولنا اللہ تعالیٰ کا بولنا ہو جاتا ہے غرض بندہ اللہ تعالیٰ کو جس اسم سے یاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ بندے کی طرف اسی اسم سے متجلّی ہوتا ہے۔ اور ذاکر پر اللہ تعالیٰ کے اسی اسم کی تجلّی ہوتی ہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وہی اسم ذاکر کے اندر قدرت کے نوری حروف سے مرقوم اور تحریر ہو جاتا ہے اور ذاکر اُسے کوکبِ دُرّی چمکدار ستارے کی طرح غیبت اور استغراق کے وقت آسمان غیب پر تاباں اور درخشاں دیکھتا ہے۔ باطن میں انوار اسماء کا ظہور کواکب اور ستاروں کی شکل میں ہوتا ہے اور انوار صفات چودھویں کے چاند کی طرح نظر آتے ہیں اور نورِ ذات آفتاب کی صورت میں جلوہ گر ہوتا ہے جس وقت ذاکر کے اندر اللہ تعالیٰ کا کوئی اسم نوری حروف سے مرقوم ہو جاتا ہے تو ذاکر اسی اسم کے نور اور تجلّی کی طاقت سے بھر جاتا ہے۔ اور اسی اسم کے نور، پاور اور طاقت سے انفس و آفاق میں اپنا اثر فعل اور عمل جاری کرتا ہے۔ ایسی حالت میں کہا جا سکتا ہے کہ فلاں شخص فلاں اسم یا کلام کا عامل ہو گیا ہے مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب کسی جذامی کوڑھی یا مجنون بدروح والے کو اچھا کرنا چاہتے تو اللہ تعالیٰ کے اسم قُدّوس کا دل میں ذکر یا تصوّر کرتے اور اللہ تعالیٰ کی صفت قدوسیت کی طرف ملتجی اور متوجہ ہوتے۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ حسب وعدہ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ (البقرہ، آیت ۱۵۲) اپنے اسم اور نورِ صفتِ قدوس کی تجلّی حضرت عیسیٰؑ پر فرماتا اور وہ نُوری صورت کبوتر کی شکل میں آسمان پر سے نازل ہوتی۔ اس وقت آپ اسم قُدُّوس کے نوری یعنی رُوحُ الْقُدُس سے بھر جاتے اور چونکہ جذامی کوڑھی اور مجنون میں بدروح داخل ہوتی ہے۔ جس سے اِن کی خلقتِ ظاہری و باطنی بگڑ جاتی ہے۔ اور اسم قدوس چونکہ ضد ہے تمام باطنی خباثتوں کی یعنی ایک نُور اور دوئم ظلمت ہے۔ ایک حق اور دوئم باطل کا حکم رکھتی ہے۔ لہٰذا جب عیسیٰؑ رُوحُ الْقُدُس کے نور سے بھرپور ہو کر جذامی یا مجنون کو ہاتھ لگاتے تو آپ کے نورِ قدس کی طاقت سے جذامی اور مجنون کے اندر سے بد اور خبیث روح نکل کر بھاگ جاتی اور ہمیشہ نورِ حق کی روشنی سے ظلمت باطل بھاگ جایا کرتی ہے۔

Marfat.com

وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا٥ (بنی اسرائیل، آیت ۸۱)

چنانچہ آپ کے آسمان کی طرف دیکھنے یعنی اللہ تعالیٰ کی صفت قدوسیت کی طرف ملتجی ہونے اور روح القدس کے کبوتر کی شکل میں اترنے اور آپکے روح القدس سے بھر جانے اور کوڑھی، مجنون اور اندھوں وغیرہ سے بدروح نکال کر اچھا کرنے کے قصے اناجیل اور دیگر تاریخی کتابوں میں بکثرت مذکور ہیں۔

جب کبھی کسی نبی یا ولی کا مقام ازل کے تماشہ گاہ کو دیکھنے اور وہاں کی سیر کا ارادہ ہوتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے اسم اوّل کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اسی اسم کے نور میں سے طے ہو کر مقامِ ازل میں جا پہنچتا ہے۔ اور اسی طرح اسم آخر سے مقام ابد اور اسم ظاہر سے مقام دُنیا اور اسم باطن سے مقام آخرت کی سیر کرتا ہے۔ وعلیٰ ہذا القیاس تمام اسماء صفات کے انوار سے اقتباس کر کے باطن میں حظِ وافر اُٹھاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے اسماء کا عامل بننا اور اللہ تعالیٰ کی پاک صفات سے متصف ہونا آسان کام نہیں ہے۔ کہ چند روز کسی اسم کو زبان سے ورد کر لیا اور بس عامل کامل بن گئے۔ جب تک سالک اپنی حادِث ناسوتی صفات سے کلی طور پر فنا حاصل کر کے تزکیہءِ نفس، تصفیہِ قلب، تجلیہِ روح اور تخلیہِ سِرّ حاصل نہ کرلے اور اللہ تعالیٰ کے اسم ذات کے غیر مخلوق نُور سے بقا حاصل نہ کرلے تب تک اللہ تعالیٰ کے کسی اسم کا فیضان حاصل نہیں کر سکتا۔ اور نہ کسی اسم کا عامل ہو سکتا ہے اور یہ عمل بغیر مُربی، مرشد، پیر اور استاد کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور سالک عارف جس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل اور مُرشد کامل کے فیض سے عامل کامل ہو جاتا ہے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کے انوارِ اسماء و صفات اور ذات میں سے بقدر وسعت استعداد محض اقتباس کرتا رہتا ہے۔ لیکن اپنی کامل لازوال ذات اور قدیم صفات اور اسماء کی جامعیت، ذاتیت اور کُلّیت ہمیشہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو حاصل ہے نہ اس سے کچھ گھٹتا ہے اور نہ بڑھتا ہے۔ اَلْآنَ كَمَا كَانَ انسان کے آئینے میں اپنے خاص فضل و کرم سے آفتابِ ذات، اقمارِ صفات اور نجومِ اسماء سے تجلیات فرماتا ہے اور انسان حسب استعداد اس عالمگیر فیضانِ الٰہی سے ظاہری و

Marfat.com

کیونکہ یہ ایک رازِ سرِ بستہ ہے اور یہ نوری اسم مرقوم محض صاحبِ تصوّر اسم اللہ تعالیٰ کی ذاتِ کامل عارف ہی کو نظر آسکتا ہے۔باقی ذاکر لوگ محض ذکر کی تاثیر گرمی، سردی، لذت، آواز اور روشنی وغیرہ میں سے کوئی چیز محسوس اور معلوم کرتے ہیں۔تو اسم اللہ تعالیٰ مرقوم کے نوری حروف گویا وہ تار برقی ہے۔جس پر باطنی لطیف جثے یعنی لطیفے کا بلب چڑھا ہوا ہوتا ہے۔جسے عرفِ تصوّف میں مقامِ ذکر کا لطیفہ بولتے ہیں۔اور جہاں ذکر کی باطنی حرکت آواز حرارت طاقت اور روشنی اپنے ہیڈ کواٹر سے آکر پھیلتی ہے۔اسم اللہ کی نوری تحریر اصل ہے۔اور ذکر کا ظاہری شغل اور اس کے لوازمات فرع ہیں۔اسم اللہ مرقوم باطنی مغز اور مکھن ہے۔اور شغل ذکرِ ظاہری گویا دودھ ہے۔ظاہری ذکر منہ کے ذریعہ دوا یا غذا کھانے کی طرح ہے۔اور تصوّرِ نقش اسم اللہ مرقوم اس دوا یا غذا کے جوہر کا انجکشن ہے پس بجائے ذکرِ زبانی اور ظاہری شغل کے اگر ذاکر اس کے مغز اور اصل کو اختیار کرے اور وجود کے خاص خاص مقامات میں اسم اللہ کو تصوّر اور تفکر سے تحریر کرے تو گویا اس نے اصل و مغز کو اختیار کر لیا یعنی مکھن کو حاصل کر لیا اور دودھ حاصل کرنے اور اسے جمانے اور بلونے کے بکھیڑوں سے چھوٹ گیا کیونکہ جس وقت اسم اللہ ذات تصوّر اور تفکر سے وجود کے کسی عضو اور مقام میں مرقوم ہو جاتا ہے۔اور متواتر مشق سے وہاں قائم ہو جاتا ہے۔تو وہ مقام اور عضو نورِ اسم اللہ ذات سے زندہ روشن اور وسیع ہو جاتا ہے اور اس عضو کی باطنی حس زندہ ہو جاتی ہے۔اور عالمِ غیب کی طرف اس عضو میں سے ذاکر کے لئے نوری روزن اور لطیف راستہ کھل جاتا ہے۔اور ذاکر صاحبِ تصوّر عالمِ غیب اور عالمِ لطیف میں ایک باطنی نوری عضو پیدا ہو جاتا ہے۔جس طرح ماں کے پیٹ کے اندر ازلی روح کے لئے مادی اعضاء اور حواس کے مقامات بتدریج تیار ہوتے ہیں۔اسی طرح ذاکر صاحبِ تصوّر کا باطنی دُنیا اور عالمِ غیب میں رفتہ رفتہ مشق تصوّر اسم اللہ ذات سے باطنی نوری لطیف جثہ تیار ہوتا ہے۔مثلاً اگر آنکھ میں تصور اور تفکر سے اسم اللہ مرقوم ہو۔تو چشمِ باطن کھل جاتی ہے۔اور صاحبِ تصوّر عالمِ غیب کی باطنی اشیاء کو دیکھنے لگ جاتا ہے۔اور مقامِ کشف اور مراقبہ و مشاہدہ کھل جاتا ہے۔اور اگر مقامِ گوش یعنی کان میں اسم اللہ فکر کے نوری

Marfat.com

حروف سے مرقوم ہو جائے تو گوشِ باطن یعنی دل کے کان کُھل جاتے ہیں۔ اور صاحبِ تصوّر باطنی اور غیبی آوازیں سننے لگ جاتا ہے۔ اور ذاکر صاحبِ تصوّر پر مقام الہام کُھل جاتا ہے۔ اور اگر زبان پر اسم اللہ نوری حروف سے تحریر ہو تو ذاکر صاحبِ لفظ ہو جاتا ہے۔ اور اُس کی زبان سیف الرحمٰن ہو جاتی ہے۔ اور کُن کی سیاہی سے سیاہ ہو جاتی ہے۔ اس زبان سے وہ غیبی روحانی مخلوق سے ہم کلام ہوتا ہے۔ اور جو کچھ زبان سے کہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے امر سے جلدی یا بدیر ہو جاتا ہے۔ اور اگر ہاتھ کی ہتھیلی پر اسم اللہ تعالیٰ مرقوم ہو تو ملائکہ، ارواحِ انبیاء و اولیاء اور ارواح اہلِ تکوین متصرفین، غوث، قطب، اوتاد اور ابدال سے مصافحہ کرنے لگ جاتا ہے۔ اور اسی نوری ہاتھ سے باطنی دُنیا کے عالمِ امر میں تصرف اور کام کاج کرتا ہے۔ وعلیٰ ہٰذا القیاس صاحبِ تصوّر کا ہر ایک عضو اور اندام جب تصوّرِ اسم اللہ ذات کی تحریر سے زندہ اور روشن ہو جاتا ہے۔ تو اسی نوری عضو سے باطن میں کام کرتا ہے۔ آخر میں صاحبِ تصوّر کا تمام وجود جب مشقِ تصوّر اسم اللہ ذات سے منقش اور مرقوم ہو جاتا ہے۔ تو ذاکر سالک کا ایک مکمل نوری وجود باطن میں زندہ اور قائم ہو جاتا ہے۔ اِسی نوری اور روحانی وجود کا دیکھنا، سننا، پکڑنا، بولنا وغیرہ نورِ اسم اللہ ذات سے ہوتا ہے۔ اور عَيْنَيْهِ يَنظُرُ بِيْ اُذُنَيْهِ يَسْمَعُ بِيْ وَ اَيْدِيَهِ الَّذِيْنَ يَبْطِشُ بِيْ وَلِسَانِهِ الَّذِيْ يَنْطِقُ بِيْ......... الخ (بخاری) کا سچا مصداق ہو جاتا ہے۔ ایسا سالک جس وقت عالمِ غیب کی طرف متوجہ ہو کر مراقبہ کرتا ہے۔ اس کے ظاہری حواس بند ہو جاتے ہیں۔ اور باطنی حواس کُھل جاتے ہیں۔ تو سالک اس نوری لطیف جثے کے ساتھ عالمِ غیب میں جاتا ہے۔ اور نوری لطیف دُنیا میں داخل ہو کر لطیف جثے کے ذریعے عالمِ لطیف اور عالمِ غیب میں چلتا، پھرتا، دیکھتا، سنتا اور کلام کرتا غرض ہر کام کرتا ہے اور اُسی روحانی ابدی دُنیا کا ایک فردِ کامل بن جاتا ہے۔ لیکن طالب کے وجود میں اسم اللہ تعالیٰ کا نوری حروف میں منقوش اور مرقوم ہونا نہایت مشکل کام ہے اس کام کیلئے شرائط، لوازمات، قانون اور قاعدے ہیں اور اسم علم و فن کے استاد اور معلم ہیں۔ اور اس علم کے باطن میں روحانی مدرسے اور کالج ہیں۔ مگر تصوّر اور تفکر کے شغل کو جاری رکھنا چاہئے اور اس

Marfat.com